بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداومصلیا

۔۔۔۔۔صورتِ مسئولہ میں اگر مذکورہ چپس کے بڑے پیکٹ کی قیمت وہی ہوتی ہو جو عام دنوں میں بازار میں ہوتی ہے اور خاص ان پیسوں یا کوئی اور انعام رکھنے کی وجہ سے چپس کے اس بڑے پیکٹ کے قیمت میں اضافہ نہ کیا جاتا ہو تو اس صورت میں چونکہ خریدنے والے کی رقم کا معاوضہ اسے مل رہا ہے اور ملنے والا انعام کمپنی کی طرف سے محض تبرع (احسان) ہے اس لئے اگر لاٹری میں چپس کے بڑے پیکٹ خریدنے پر کوئی انعام وغیرہ ملے اور شرعا وہ چیز (انعام) حلال بھی ہو تو اس کے لینے اور استعمال کرنے کی گنجائش ہے۔

"البتہ مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے اس طرح کی اسکیموں کے بارے میں فرمایا ہے کہ اگر خاص قرعہ اندازی میں شامل ہونے کی نیت سے چپس کے ان بڑے پیکٹوں کو خریدے جائیں جائے تو اگرچہ اس پر اضافی اخراجات وصول نہ کیے جائیں لیکن پھر بھی خریدار چونکہ ایک موہوم انعام کی غرض سے خریداری کر رہا ہے اس لئے اس میں ایک قسم قمار (جوا) کا ارتکاب ہے۔

لہذا احتیاط کا تقاضہ یہ ہے کہ مذکورہ صورت میں خاص قرعہ اندازی میں شامل ہونے کی نیت سے رقم نہ لگائی جائے، بلکہ عمومی اعتبار سے اپنی حاجت کے مطابق خریداری کی جائے، تاکہ اگر قرعہ اندازی کے ذریعے کوئی انعام وغیرہ ملے تو وہ قمار (جوے) کے ہر طرح کے شبہ سے پاک ہو"۔(ماخذہ جواہر الفقہ 4/567)(عدالتی فیصلے ج۲/ ۲۵۱)

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) – (6 / 403)

لِأَنَّ الْقِمَارَ مِنْ الْقَمَرِ الَّذِي يَزْدَادُ تَارَةً وَيَنْقُصُ أُخْرَى، وَسُمِّيَ الْقِمَارُ قِمَارًا لِأَنَّ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْ الْمُقَامِرَيْنِ مِمَّنْ يَجُوزُ أَنْ يَذْهَبَ مَالُهُ إلَى صَاحِبِهِ، وَيَجُوزُ أَنْ يَسْتَفِيدَ مَالَ صَاحِبِهِ وَهُوَ حَرَامٌ بِالنَّصِّ،-------------------------

دار الافتاء

المحيط البرهاني للإمام برهان الدين ابن مازة (5/ 157)

وصورة ذلك: أن يقول الرجل لغيره: تعال حتى نتسابق، فإن سبق فرسك، أو قال: إبلك أو قال: سهمك أعطيك كذا، وإن سبق فرسي، أو قال: إبلي، أو قال: سهمي أعطني كذا، وهذا هو القمار بعينه؛ وهذا لأن القمار مشتق من القمر الذي يزداد وينقص، سمي القمار قماراً؛ لأن كل واحد من المقامرين ممن يجوز أن يذهب ماله إلى صاحبه، ويستفيد مال صاحبه، فيزداد مال كل

واحد منهما مرة وينتقص أخرى، فإذا كان المال مشروطاً من الجانبين كان قماراً، والقمار حرام، ولأن فيه تعليق تمليك المال بالخطر، وأنه لا يجوز.

والله تعالیٰ اعلم بالصواب

عبدالرحمن

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۲/۱/۱۴۳۵ھ

۷/۱۱/۲۰۱۳ء

الجواب صحیح
احقر محمود اشرف غفر اللہ لہ
۲/۱/۱۴۳۵ھ

الجواب صحیح
۲/۱/۱۴۳۵ھ

الجواب صحیح
محمد یعقوب عفی عنہ
۲/۱/۱۴۳۵ھ

الجواب صحیح
محمد عبداللہ عفی عنہ
۴-۱-۱۴۳۵ھ

دارالافتاء
فتویٰ نمبر ۹۲/۱۵۷۲
۳۵/۱/۵
۲۰۱۳/۱۱/۱۰